﴿جدید ذرائع ابلاغ﴾ ﴿قسط اول﴾

جدید الیکٹرانک میڈیا کا دینی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا شرعی جائزہ

مولانا ڈاکٹر سید نعیم بخاری

مدرس جامعہ عثمانیہ بنوں

بیسویں صدی کے اوائل سے سائنس کی انقلابی ایجادات نے تہلکہ مچا رکھا ہے۔ اور نت نئے ایجادات ہو رہے ہیں۔ لیکن دور جدید میں یہ اپنے عروج پر پہنچ رہا ہے اور ہر شعبہ اور ہر زندگی کے متعلق تمام چیزیں اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ پر بن کر منظر عام پر آ رہی ہے۔ ان ایجادات نے زندگی کے تمام شعبوں کو نہ صرف متاثر کیا ہے، بلکہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے کا مصداق بن گیا ہے۔ مہلک ترین اور سریع الفقصان ایٹمی ہتھیاروں سے لے کر روزمرہ زندگی میں کام کرنے والی جدید اشیاء معیار زندگی کا جز بن گئی ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، فریج، استری ایرکنڈیشنز، ائرکولر، وی سی آر، ٹیپ ریکارڈ، فوٹو کیمرہ، واشنگ مشین، گیزر، موبائل، الیکٹرانکس کی دیگر اشیاء کے علاوہ متعدد دیگر جدید سامانِ تعیش نے معاشرے میں ہیجان برپا کر دیا ہے۔

ان ایجادات میں جدید ذرائع ابلاغ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

محمد افتخار کھوکر صاحب الیکٹرانک میڈیا پر اسی طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

> آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، دنیا میں نت نئی ایجادات روز کا معمول بن گیا ہے جس کے نتیجے میں زندگی کے تمام شعبوں میں غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اس تیز ترین دور میں صحافت میں بھی انقلابی تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ کل تک بادشاہوں اور مطلق العنان حکمرانوں کو ملکی حالات سے باخبر رکھنے کے لئے ہر کاروں اور وقائع نگاروں کا اہتمام کیا جاتا تھا اور حالات و واقعات سے صرف اہل اقتدار ہی مستفید ہوتے تھے لیکن آج کے دور نے ابلاغ کے تمام ذرائع کو ہر امیر غریب کے گھر تک پہنچا دیا ہے۔(۱)

ابلاغ کے لئے ریڈیو کا استعمال:

دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں ریڈیو سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اس کام کے لئے الگ ریڈیو اسٹیشن قائم کر سکتے ہیں۔ اور

کرنے بھی چاہئے۔اوران کے قیام کے دوران اس بات کا اہتمام ہونا چاہیے۔کہ مفید اور عام فہم پروگرام سامعین کو سنائے اور ہر ماہ اور ہر موسم اور خاص حالات میں ان کے متعلق احکام ومسائل کو بحث گفتگو بنایا جائے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ ان اسٹیشنوں کو بطور دارالافتاء بھی استعمال کرسکتے ہیں۔کہ لوگ درپیش مسائل کو فون پر پوچھیں اوران کی درست رہنمائی کی جائے۔

ایک سوال کہ تبلیغ دین کے لئے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کے جواب میں مجاہد الاسلام قاسمی تفصیلی فتویٰ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> اس حقیر کے نزدیک ریڈیو کی حقیقت ذریعہ ابلاغ اور ایک آلہ کی ہے۔جس کے ذریعہ ہم اپنی بات دور دور تک پہنچا سکتے ہیں۔اور ریڈیو کا آج جو بے جا استعمال ہورہا ہے یہ ایک ذریعہ ابلاغ کا غلط استعمال ہے۔جہاں تک نفس ریڈیو کے ذریعہ اپنی بات دور تک پہنچانے کا سوال ہے،اس میں کوئی عیب نہیں۔اس لئے فقہاء کی زبان میں کہا جاسکتا ہے کہ ’’ریڈیو‘‘ **’’مالا تقوم المعصية بعينه‘‘** کی قبیل سے ہے۔یعنی اصل شئی میں کوئی معصیت نہیں ہے۔معصیت باہر سے آتی ہے۔اور وہ اشیاء جن کی ذات میں کوئی معصیت نہ ہو۔بلکہ معصیت خارج سے آتی ہے،ان کا استعمال اس خارجی معصیت کا ارتکاب کئے بغیر جائز ہے۔
>
> اس کے علاوہ شریعت کا اصول ’’سد ذرائع‘‘ بھی ہے اور ’’فتح ذریعہ‘‘ بھی ہے۔اگر ریڈیو کا استعمال مقاصد خیر کے لئے کرنا مقصود ہے۔تو جائز ہوگا۔اور اگر اس کا استعمال معصیت کے لئے ہو تو اگرچہ نفس ریڈیو میں کوئی عیب نہیں لیکن معصیت کا دروازہ روکنے کے لئے اس کا استعمال ممنوع ہوگا(سد ذرائع اور فتح ذرائع کے احکام کتب اصول میں مطالعہ کریں)۔
>
> دوسری طرف یہ واقعہ ہے کہ الیکٹرونک میڈیا انسانی ذہن وفکر کی تبدیلی میں غیر معمولی طور پر موثر ہے۔کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس طاقتور اور موثر ذریعہ کو اشاعت حق کے لئے استعمال نہ کریں (اگر ایسا کرنا اور شر سے محفوظ رکھنا ممکن ہو۔)
>
> یہ کہنا کہ اس کی ضرورت نہیں،صحیح نہیں ہے۔مسلمانوں کو مسائل واحکام سے

واقف کرانے کے لئے۔ غیر مسلموں تک سیرت نبوی اور صحابہ کرام و دیگر علماء وصالحین کے واقعات موثر طور پر پیش کرنا، اور جو ہماری مجلسوں میں نہیں آ سکتے، ان کے گھر گھر میں حق کی آواز پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تسلیم کر کے چلنا چاہئے کہ سبھی لوگ صرف گانا بجانا سننا چاہتے ہیں، ایسا نہیں ہے۔ بہت سے سلیم الفطرت لوگ اپنی ذہنی الجھنوں کا حل جاننا چاہتے ہیں، ایسے لوگ ریڈیائی پیغام اور نشریہ کے ذریعہ اسلام کی سچائی تک پہنچ سکتے ہیں۔

ریڈیو یا اس طرح کے دوسرے سائنسی آلات پر کافروں کی اجارہ داری نہیں ہے۔ سلف کے زمانہ میں جو چیز موجود نہیں تھی، اس کے بارے میں سلف کے تأمل سے استدلال غلط ہے۔ سینکڑوں ایسی چیزیں ہیں جو سلف کے زمانہ میں نہیں تھیں، اس لئے انہوں نے ان کا استعمال نہیں کیا۔ اب موجود ہیں اور اب ہم ان کا استعمال کرتے ہیں۔ عہد نبوی وصحابہ میں کتابوں کی نشر و اشاعت کا نظام نہیں تھا۔ بعد کو مخطوطات کا رواج ہوا۔ پھر لیتھو پریس کا۔ پھر آفسیٹ کا۔ اور اب کمپیوٹر پرنٹنگ کا۔ تو کیا ہم ان اشیاء کا استعمال نہیں کریں اس لئے کہ اسلاف کا طریقہ نہیں ہے۔ نئے چیلنجز کا تو مقابلہ کرنا ہی ہے۔ قرآن کریم نے دعوت، تبلیغ، تحدیث کا حکم دیا ہے، اس کی صورت نہیں متعین کی گئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ذرائع مختلف زمانہ میں بدلتے رہیں گے۔

خود حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی دعوت تبلیغ میں نئے زمانہ میں دعوت کے لئے قدیم اصولوں پر مبنی نئے طریقہ اور نظام کو اختیار کیا گیا ہے ورنہ تفصیلی طور پر جماعت کے طریقہ کار کہ ہر جزئیہ کی متعین صورت اسلاف کے یہاں نہیں ملے گی۔ حضرت مولاناؒ نے جس طرح اپنے زمانہ کے حالات کو دیکھ کر یہ نیا طریقہ اپنایا وہ اپنی جگہ کتنا موثر ہے، وہ واضح ہے۔ اللہ جل جلالہٗ نے حضرت مولاناؒ کی وجدانی امور سبب خصوصی سہارا دے کر رہنمائی فرمائی تھی اور جامع اصول پر مبنی اصول بنائے کہ ''کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے'' اس مفید کام کو روکنا

مناسب نہیں ہوگا۔

بہرحال حاصل بحث یہ ہے کہ اس حقیر کے نزدیک:

ا......ریڈیو کے ذریعہ دینی پروگرام شائع کرنا شرعاً جائز ہے۔

۲......مسلمانوں کے مفاد اور اسلام کی اشاعت کی خاطر مسلمانوں کو ان مخصوص مقاصد کے لئے اپنا ذاتی ریڈیو اسٹیشن قائم کرنا (جو اشاعت فحشاء ومنکرات سے پاک ہو) جائز ہے۔

۳......ریڈیو پر تلاوت، تفسیر، احادیث وغیرہ کی اشاعت کا عمل شرعاً جائز ہے بلکہ سعودیہ وغیرہ میں بہت سے غیر مسلموں نے ریڈیو پر اسلام کے تعارفی نشریوں کی برکت سے اسلام بھی قبول کیا ہے۔(۲)

ریڈیو کے بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں۔

ریڈیو کا استعمال اگرچہ عام حکومتوں اور عوام کی بدمزاجی سے مخرب اخلاق اور غیر مشروع چیزوں میں سے زیادہ تر کیا جارہا ہے، لیکن خبروں اور دوسری مفید اور جائز معلومات کا درجہ بھی اس میں خاص اہمیت رکھتا ہے، اس لئے اس کا حکم بھی وہی ہے جو قسم دوم کے آلات کا ہے۔ کہ جائز کاموں میں اس کا استعمال جائز اور ناجائز کاموں میں ناجائز ہے، اور اس کی صنعت وتجارت مطلقاً جائز ہے، بشرطیکہ اپنی نیت جائز کاموں کی ہو، اگرچہ خریدنے والا اس کو ناجائز کام میں استعمال کرے۔(۳)

جناب راشد حسین ندوی دعوت وتبلیغ کے لئے ریڈیو اسٹیشن کے قیام پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

راقم کے نزدیک موجودہ زمانہ میں ریڈیو اسٹیشن کی یہی حیثیت ہے، وہ صرف ایک مشین اور نشرو اعلام کا آلہ ہے، جس کا استعمال برائی کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور بھلائی کے لئے بھی، جو چیزیں باہر حرام ہیں (جیسے ناچ، گانا اور دوسری فواحشات ومنکرات) ان کا اس میں پیش کرنا بھی حرام ہوگا، اور اگر اس کے ذریعہ اسلامی دعوت، اسلاف کی سیرت، انبیاء کی مبارک زندگی، اسلام کی

حقانیت وغیرہ پر مشتمل دینی پروگرام پیش کیے جائیں اور اس کے ذریعہ دلوں کو ایمانی حرارت سے لبریز کرنے، اسلاف کی اقتداء کا صور پھونکنے، ملی غیرت بیدار کرنے، اور صالح ومثبت فکر کی تعمیر کرنے، نیز نوجوانان اسلام کے اندر اسلامی بیداری پیدا کرنے اور باطل تحریکات، اسلام مخالف فتنوں اور سرگرمیوں سے مطلع کر کے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے استعمال کیا جائے، تو انشاء اللہ نہ صرف یہ کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا بلکہ ایسے پروگرام کا پیش کرنا اور سننا، نیز ایسے مقاصد کے لئے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنا مستحب اور مستحسن امر ہوگا۔

اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فقہاء نے نیک مقاصد کے لئے لہو ولعب کے خالص آلات تک استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، چنانچہ صاحب ''الدر المختار'' لکھتے ہیں:

ومن ذلک ضرب النوبة للتفاخر، فلو للتنبیه فلا باس به. (۴)

(محرمات ہی میں تفاخر کے طور پر نوبت بجانا بھی ہے، چنانچہ اگر متنبہ کرنے کے لئے ہو تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔)

اور علامہ شامی لکھتے ہیں:

وهذا یفید ان آلة اللهو لیست محرمة لعینها بل لقصد اللهو، منها: اما من سامعها او من المشغل بها وبه تشعر الا ضافة، الا تری ان ضرب تلک الآلة بعینها حل تارة وحرم اخری باختلاف النیة بسماعها والا مور بمقاصدها. (۵)

(یہ تفصیل اس بات کا فائدہ دے رہی ہے کہ آلہ لہو حرام لعینہ نہیں ہے بلکہ لہو کے قصد کی وجہ سے حرام ہے، خواہ اس کے سامع کی جانب سے ہو، یا اس سے اشتغال رکھنے والے کی جانب سے، اور اضافت اسی کا احساس دلا رہی ہے، دیکھتے نہیں کہ خود اسی آلے کا بجانا اس کے سماع کی نیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کبھی حلال ہے اور کبھی حرام، اور امور کا مدار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے۔)

اور علامہ ابن نجیمؒ ''الاشباہ والنظائر'' میں قاعدہ ''الا مور بمقاصدها'' (۶)

کے تحت بہت سی فروعات کا ذکر کیا ہے، جن کا حکم نیت سے بدل جاتا ہے، یعنی نیت اچھی ہو تو وہ جائز ہوتی ہیں خراب ہو تو ناجائز، مثلاً لکھتے ہیں:

وذکر قاضی خان فی فتاواہ ان بیع العصیر ممن یتخذہ خمرا ان قصدبہ التجارۃ فلایحرم وان قصدبہ لا جل التخمیر حرم.(۷)

اور گراموفون کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت تھانویؒ نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں۔

احکام کبھی شئی کی ذات پر نظر کر کے مرتب ہوتے ہیں، اور کبھی عوارض پر نظر کر کے، اور ان دونوں قسم کے احکام کبھی مختلف بھی ہو جاتے ہیں، پس اگر اس آلہ من حیث الآلہ کی ذات پر نظر کی جائے تو حقیقت اس کی باجہ کی نہیں، چنانچہ ضرب یا قرع یا غمز سے نہیں بجتا، اور نہ اس میں کوئی خاص صوت ہے، بلکہ یہ حکایت ہے اصوات کی، جیسے گنبد میں صدا، یعنی آواز بازگشت کی پیدا ہو جاتی ہے، اس کو کوئی باجہ نہیں کہتا، پس وہ صوت میں تابع ہوگی صوت محکی عنہ کے، اگر صوت معازف ومزامیر کی ہے، اس کے حکم میں ہے، اگر وہ مشروع ہے تو یہ بھی مشروع، اگر وہ غیر مشروع ہے تو یہ بھی غیر مشروع۔(۸)

مندرجہ بالا تفصیلات سے واضح ہوگیا کہ سوال میں مندرج مقاصد کے لئے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، بشرطیکہ پوری سختی کے ساتھ کسی ممنوع کے ارتکاب سے احتراز کیا جائے، اس لئے کہ جب نیک مقاصد کے تحت بعض آلات لہو جائز قرار دیئے گئے، اور گراموفون جیسی چیز جائز قرار دی گئی جس کا زیادہ تر استعمال لہو کے لئے ہی ہوتا تھا تو ریڈیو کا استعمال کرنا اور اس کا اسٹیشن قائم کرنا تو بدرجہ اولی جائز ہوگا، اس لئے کہ نہ تو وہ آلہ لہو ہے اور نہ ہی اب اس کا اکثر استعمال لہو کے لئے ہوتا ہے۔

اس لئے احقر کی رائے ہے کہ سوال میں درج مقاصد کے لئے ریڈیو اسٹیشن قائم

کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہوگا، بلکہ یہ فعل مستحسن اور مستحب ہوگا، اور اگر کوئی ایسا علاقہ فرض کرلیا جائے جہاں ''امر بالمعروف'' اور ''نہی عن المنکر'' کا کام اس کے قیام کے بغیر ممکن نہ ہو تو دعوت کے وجوب کفایہ ہونے کے پیش نظر اس کا قائم کرنا فرض کفایہ ہوگا۔

اخیر میں ہم ریڈیو سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولانا عبدالرحیم صاحب لاجپوری کا ایک فتوی نقل کرتے ہیں، جس سے اس موضوع میں ہماری رہنمائی ہوتی ہے۔

ریڈیو خبریں اور تقاریر سننے کے لئے وضع ہوا ہے، لیکن اب زیادہ تر گانے بجانے اور لہو ولعب میں استعمال ہونے لگا ہے، اور بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو خبریں، تقریریں اور بیانات وغیرہ جائز چیزوں کے سننے میں اس کا استعمال کرتے ہیں، لہذا اس کو آلات لہو وطرب میں داخل نہیں کیا جائے گا، ناجائز طریقہ پر استعمال کرنے کا جرم ان پر عائد ہوگا جو اس کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہیں، لہذا اس کا بنانا، فروخت کرنا، جائز طریقہ سے استعمال کی نیت سے خریدنا اور اس کی مرمت کرنا و ملازمت کرنا فی نفسہ مباح ہے، مگر تقوی اور احتیاط بچنے میں ہے۔(۹)

دور حاضر میں ٹی وی کے اثرات:

دور حاضر میں ٹی وی بہ حیثیت معیار زندگی ہی نہیں بلکہ ضرورت کے لحاظ سے بھی ایک ضروری شئی بنتا نظر آرہا ہے۔ سائنس کی نت نئے ایجادات کے سبب پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ اور دنیا اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود چھوٹی اور سمٹی ہوئی نظر آتی ہے۔ دنیا کے ایک کونے کی خبر دنیا کے باقی حصوں میں پل بھر میں نہ صرف پہنچتی ہے بلکہ تصاویر ومناظر کی شکل میں لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ اور سب ٹی وی کا کمال ہے، اور اس کا سہرہ بھی ٹیلی ویژن کے سر جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹی وی تفریح تعلیم وتربیت کے میدان میں بھی اس کا وجود اپنی افادیت ثابت کرتا نظر آرہا ہے۔ اور تمام فوائد خصوصیات کی بنیاد پر کیا مسلمانوں کو بھی اس وقت ٹیلی کاسٹ ہونے والے مختلف ٹی وی پروگراموں کو بے چون وچرا اپنالینا چاہئے؟ یا نہیں۔

ٹی وی کی ایجاد سے قبل صوتی لہروں کے ذریعہ ریڈیو کی ایجاد انتہائی مقبولیت حاصل کرچکی ہے۔ فوٹو کیمرہ سے جو تصاویر

کھینچی جارہی ہے، اس کی مدد سے تصویر و آواز کو یکجا کر کے مشہور زمانہ ''سینما'' کا وجود عمل میں آیا۔ لمبی مدت سے سینما برائے تفریح عامۃ الناس کے اعصاب پر سوار رہا ہے اور ابھی بھی ہے۔ اس کے علاوہ سینما کا استعمال ذرائع ابلاغ کے طور پر اور برائے تعلیم و تربیت بھی ہوتا رہا ہے۔ لیکن ٹی وی، آج سینما کی تمام تر خصوصیات اور رعنائیوں کو سموئے ہوئے مزید تفریح، افادیت اور خوبیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔

اللہ کی سرزمین میں انسان ہر شئی کا استعمال کر رہا ہے۔ شریعت میں بہت ساری چیزوں کے بارے میں جائز و ناجائز، حلال وحرام کی مستقل فہرست مرتب ہے۔ جدید اشیاء جن کی فہرست میں واضح حیثیت نہیں ہے، ان کا مقام قرآن وحدیث کی روشنی میں طے کیا جاتا ہے۔ ان کی ساخت ان کا استعمال اور استعمال سے پیدا شدہ نتائج پر فقہی اعتبار سے غور کرنے کے بعد ہی اس کی حیثیت متعین کی جاتی ہے۔ کوئی بھی سائنسی ایجاد بہ ذات خود جائز یا ناجائز نہیں ہوتی، بلکہ اس کی ساخت اور اس کے استعمال کی نوعیت اس کو جائز و ناجائز بناتی ہے۔ عام طور پر جائز چیزوں کا ناجائز استعمال بھی غلط ہے۔ ایسی صورت میں جدید سائنسی اشیاء کے استعمال کے فائدے اور نقصانات کا گہرائی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

ٹی وی کو بہ حیثیت سائنسی ایجاد جائز یا ناجائز نہیں گردانا جاسکتا ہے، بلکہ متذکرہ بالا اصولوں کی بنیاد پر اس کی حیثیت طے کرنا ہوگی۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ آج ٹی وی کے استعمال کی نوعیت کیا ہے اور اس میں کس قسم کے پروگرام ٹیلی کاسٹ ہورہے ہیں، نیز ان کے اثرات ہم پر کیسے پڑ رہے ہیں؟ ان تمام پہلوؤں کو شریعت کے پیمانے پر پرکھنے اور تولنے کی ضرورت ہے۔

ٹی وی کی ساخت کا فنی جائزہ لینے پر اس کے دو اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔ ایک تو اس کی متحرک تصاویر اور دوسری اس کی آواز۔ اس لئے ٹی وی کے تصویری اور صوتی دونوں پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(الف) ٹی وی کا تصویری پہلو:

جس طرح سینما میں پردے پر متحرک تصاویر آتی ہیں، اسی طرح ٹی وی کے اسکرین پر بھی متحرک تصاویر و مناظر آتے ہیں۔ انسان اس کے سحر میں گم ہو کر گردوپیش سے بے خبر ہوجاتا ہے۔ یہ تصاویر فنی اعتبار سے اتنی جاندار ہوتی ہیں کہ حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔ ٹی وی کے بیشتر پروگرام ریکارڈ کئے ہوئے ہوتے ہیں، کچھ براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں۔ تصاویر کی ابتدا مصوری و مجسمہ سازی سے ہے، جو ترقی کے منازل طے کرتا ہوا، فوٹو کیمرہ اور سینما سے گذرتا ہوا اب ویڈیو گرافی تک پہنچا ہے۔ تصاویر کی حقیقت جاننے کے لئے ماضی کی ارتقائی منازل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

زمانہ قدیم میں مصوری و مجسمہ سازی ایک مقبول فن رہا ہے۔ قدیم تہذیبوں میں اس کا چلن اور اس کی باقیات ملتی ہیں۔ مجسمہ سازی کے ذریعہ انسانوں، حیوانات، نباتات و جمادات کی منظر کشی کے نمونے عام طور پر دستیاب ہیں، انسانوں اور

حیوانوں کی مجسمہ سازی نے زمانہ قدیم میں خصوصی مقام حاصل کیا تھا۔ شروع میں تو دلچسپی، آرٹ اور فن کے نام پر اس کا بول بالا رہا، لیکن بہت جلد اس فن نے انسانیت کو حیوانیت اور شہوانیت کی منتہا تک پہنچا دیا۔ اقوام قدیمہ میں اس فن نے اس وقت انتہائی خوفناک رخ اختیار کیا جب قوموں نے اپنے معبودوں اور خداؤں کو تراشنا شروع کیا۔ خدا تراشنے کے فن نے آگے چل کر وہ ترقی حاصل کی کہ خداؤں اور دیوتاؤں کی پوری فوج تراش ڈالی گئی۔ بت سازی کے اس نامعقول فن نے جب اپنے اثرات ظاہر کرنا شروع کئے تو شہوانیت کا عفریت بھی جاگا اور نتیجے کے طور پر فرضی دیویوں کی تراش خراش کے سلسلے کا آغاز ہوا۔ پھر تو غضب ہی ہو گیا۔ دیوتاؤں اور دیویوں کے جسموں کے نشیب و فراز کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شرم گاہوں تک کی مجسمہ سازی کی گئی۔ حد تو یہ ہے کہ دیوی اور دیوتا کے مباشرت کے مناظر بھی تراش لئے گئے۔

یہ مقامات آرٹ و فن کے شیدائیوں کے لئے زیارت گاہوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فن کے ان دیوانوں نے کیوپڈ (محبت کا دیوتا) اور کام دیوی (محبت کی دیوی) کی اختراع گڑھ کر، ان کی فرضی شباہت کا انتہائی ہیجانی انداز میں بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی اور قحبہ خانوں کو عبادت گاہوں میں تبدیل کر دیا۔ یونان کی شاندار قدیم تہذیب اسی مقام پر انتہا کو پہنچی، جہاں زناکاری ایک مبارک فعل بن گیا تھا۔ دیگر قدیم اقوام کا بھی ایسا ہی حشر نظر آتا ہے۔ فن بت تراشی تے ہی خدا کو (غیر متشکل سے متشکل) کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز ہے، جہاں لاتعداد دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی شرم گاہوں کی بھی عبادت (لنگ پوجا) کی جا رہی ہے۔ انہیں خوفناک و باطل نتائج کی وجہ سے اسلام نے بت سازی کو حرام کر دیا ہے، پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے خانہ کعبہ سے ۳۶۰ بتوں کو ہٹا کر ہمیشہ کے لئے بت اور بت سازی کو حرام و باطل قرار دیا۔

حوالہ جات

﴿۱﴾ صحافت کیا ہے بحوالہ اسلام کا قانون صحافت ۱/۱۳۰۔) ﴿۲﴾ بحث و نظر جلد ۸ شمارہ ۲۸ صفحہ ۱۰۴۔۱۰۶۔

﴿۳﴾ آلات جدیدہ کے شرعی احکام مفتی محمد شفیعؒ صفحہ ۱۷ ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۶ ۱۹۹۹ء۔

﴿۴﴾ ردالمحتار على الدر المختار كتاب الحظر والاباحة، ۶/ ۳۵۰ ﴿۵﴾ ردالمحتار على الدر المختار كتاب الحظر والاباحة، ۶/ ۳۴۹ ﴿۶﴾ شرح الاشباه والنظائر مع شرح الحموى، للعلامة زين العابدين بن ابراهيم المعروف بابن نجيم الحنفى ۱/۱۰۲، ادرۃ القرآن والعلوم الاسلاميه كراچى ۱۴۱۸ھ ﴿۷﴾ شرح الاشباه والنظائر مع شرح الحموى ۱/۱۰۳ ﴿۸﴾ امداد الفتاوى ۴/۲۴۶۔

﴿۹﴾ فتاویٰ رحیمہ، مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری، ۶/۲۶۹، دار الاشاعت کراچی بلاسن